اسلامی شریعت ایک کامل شریعت ہے جس میں ہر شعبۂ زندگی کیلئے بزرگی اور شرف کے سامان ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیت کریمہ پڑھی:۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانبیاء:۱۱)

اسلامی شریعت ایک کامل شریعت ہے اس میں انسان کے لئے کسی قسم کی تنگی اور حرج نہیں ہے بلکہ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ شریعت ہر پہلو سے تمہارے لئے بزرگی اور شرف کے سامان پیدا کرتی ہے۔

اسلامی شریعت جہاں روحانی ترقیات پر روشنی ڈالتی ہے اور ان کے حصول کے لئے ہدایت دیتی اور نصیحت کرتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی جو دنیوی نعماء ہیں ان سے بھی انسان کو محروم نہیں کرتی اور اس کے لئے ہمیں یہ دعا سکھائی۔ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:۲۰۲) دنیا کی حسنات کے لئے کوشش کرنے کا بھی حکم ہے۔ ہماری دعا تدبیر اور تدبیر دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم شریعت کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق حسناتِ دنیا کے حصول کی کوشش کرو لیکن صرف اپنی کوششوں پر بھروسہ نہ رکھو بلکہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کی ہدایت دے اور پھر ایسے طریقوں سے تمہیں وہ دنیوی حسنات عطا کرے جو تم پر خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں کھولنے والی ہوں اور خدا سے دور لے جانے والی نہ ہوں۔

پس تم دعا کرو کہ حقیقی معنے میں جو حسنات ہیں وہ تمہیں ملیں یعنی محض کوشش اور تدبیر ہی نہ کرو بلکہ دعا بھی کرو۔ چنانچہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کے الفاظ میں خدا نے خود ہی دعا بھی سکھا دی اور چونکہ دنیا کی اس مختصر سی زندگی کے بعد ایک نہ ختم ہونے والی اُخروی زندگی ملنی ہے اس لئے ساتھ ہی وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اُخروی حسنات کے ملنے کا بھی ذکر کر دیا اور پھر وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ کے الفاظ میں اخروی زندگی کی تکالیف سے بچنے کا بھی ذکر ہے۔ بہرحال جب ہم دنیوی لحاظ سے سوچتے ہیں تو اسلامی تعلیم ہمارے لئے دنیوی حسنات اور شرف اور بزرگی کے سامان پیدا کرتی ہے بشرطیکہ انسان کی تدابیر دعاؤں کی بنیاد پر استوار ہوں۔

دنیوی حسنات میں سے مثلاً تجارت ہے۔ اسلام میں تجارت کے جو اصول بتائے گئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر تجارتیں کامیابی سے چلتی ہیں۔ اگرچہ کامیابی کی سب سے بڑی ضمانت تو دعا ہے لیکن اس کے جو دوسرے اصول بتائے ہیں ان کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً دیانت داری ہے اسلام نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ لین دین میں دیانت داری سے کام لو اور کوئی کھوٹ نہ ہو نہ طبیعت میں کھوٹ ہو اور نہ مال میں تو اس سے تجارت خوب چمکتی ہے۔ چنانچہ دنیا کی تجارت کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں تجارت میں وہی افراد اور قومیں کامیاب نظر آتی ہیں جن کی ساکھ قائم تھی۔ وہ جو کچھ کہتے تھے اس کے مطابق مال سپلائی کرتے تھے لیکن اگر یہ ساکھ نہ ہو تو تجارت چل نہیں سکتی۔ مثلاً چند دن ہوئے اخبار میں یہ خبر آئی تھی کہ فیصل آباد میں حکومت نے مسالے بنانے والی ایک کمپنی پر چھاپہ مارا تو اخبار کے کہنے کے مطابق انہیں پتا لگا کہ ایک من ہلدی میں صرف تین سیر ہلدی ہے اور باقی گند ڈالا ہوا ہے۔

پس یہ جو تجارتی بد دیانتی ہے اور اشیاءِ خوردنی میں کھوٹ کی ملاوٹ ہے اس سے تجارت چمکتی نہیں۔ اسی لئے جن خطوں میں تجارتی لحاظ سے بد دیانت دماغ ہیں ان کی تجارت کا گراف اس طرح بنتا ہے کہ شروع میں وہ بڑی دیانتداری کے ساتھ اچھی طرح گاہکوں کو دیتے ہیں لیکن جب ان کی تجارت چمک اٹھتی ہے تو پھر وہ دھوکا دہی کے ذریعہ سے پیسے کمانے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر وہ دیوالیہ ہو جاتے ہیں کیونکہ جب لوگوں کو پتہ لگتا ہے کہ مثلاً ہلدی کے علاوہ اس میں مضرِ صحت چیزیں بھی پڑی ہوئی ہیں تو لوگ ایسا مال نہیں خریدیں گے۔

آج کی دنیا میں ترقیات کا ایک بہت بڑا حصہ بین الاقوامی تجارت سے وابستہ ہے اور بین الاقوامی تجارت صرف ساکھ پر قائم ہے مثلاً یہاں کا آدمی انگلستان سے مال منگواتا ہے اور انگلستان والا پاکستان سے مال منگواتا ہے یا اس سے بھی دور دراز کے علاقے ہیں وہاں سے سامان آتا اور جاتا ہے۔ اگر اس میں دیانتداری سے کام نہیں لیا جائے گا تو شاید عارضی طور پر کچھ فائدہ ہو جائے لیکن انجام کار پریشانیاں اٹھانی پڑیں گی۔ انکوائریاں ہوں گی۔ مقدمے چلیں گے۔ پس مستقل کامیابی اس قسم کی بددیانت تجارت میں ہمیں نظر نہیں آتی۔

تجارت کے لئے فراست کی بھی ضرورت ہے اور یہ تو ہے ہی اللہ کی عطا اور دعا ہی سے مل سکتی ہے یا دعا سے قائم رہ سکتی ہے۔ ایک بزرگ صحابی جو کسی زمانے میں مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں پیٹ پر پتھر باندھ کر پھرتے تھے مگر بعد میں ان کے اموال میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈال دی اور وہ اسی کتاب کی وجہ سے تھی جسے خدا تعالیٰ نے نازل کیا اور فرمایا فِیۡهِ ذِکۡرُکُمۡ اس میں تمہاری بزرگی اور شرف کے سامان رکھے گئے ہیں۔ پس صحابہ رضوان اللہ علیہم کو جو بزرگی اور عزت حاصل ہوئی تھی وہ اس کتاب کے ذریعہ ملی تھی۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اور خدا سے برکات حاصل کر کے تجارت میں بھی فراست پائی تھی چنانچہ اس بزرگ صحابیؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب مدینہ میں اموال آئے اور وہاں بڑی دولت جمع ہوگئی اور تجارت کی ایک بہت بڑی منڈی بن گئی تو اس منڈی میں ایک صبح کو کچھ تجّار ایک لاکھ اونٹ لے کر آ گئے تو انہوں نے جا کر سودا کیا۔ ان کے دوست ایک اور صحابیؓ نے کہا میں باہر گیا ہوا تھا میں نے ان اونٹوں کو باہر دیکھا تھا لیکن چونکہ اس بات کی اجازت نہیں کہ منڈی میں آئے بغیر سودے ہوں اس لئے میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی لیکن میری نیت یہ تھی کہ جب یہ اونٹ منڈی میں آ جائیں گے تو میں خریدوں گا لیکن تم پہلے پہنچ گئے اس لئے تم نے خرید لئے۔ انہوں نے کہا کہ اب تم لے لو۔ کہا کس دام پر۔ بولے جس دام میں میں نے لئے ہیں سوائے اس کے کہ ان کی نکیلیں مجھے دے دو۔ تو اگر ایک نکیل کی قیمت ایک روپیہ ہو تو چند منٹوں میں ان کو ایک لاکھ روپے کا فائدہ ہو گیا۔ اگر نکیل اٹھنّی سمجھ لی جائے تب بھی پچاس ہزار روپے کا فائدہ ہو گیا۔

پس جو خداداد فراست ہے اس کا اثر دنیوی مال و دولت کی تجارت میں بھی نظر آتا ہے۔

اس کا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً کے ساتھ تعلق ہے۔ تاریخ اسلام میں ہمیں اس قسم کی کئی مثالیں ملتی جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کی تجارت بھی خوب چمکی اوراسی طرح ہر دوسری چیز میں بھی جو دنیوی حسنات میں شامل ہے انہوں نے بہت ترقی کی۔ مثلاً زراعت ہے اس میں مسلمانوں نے بہت ترقی کی۔ سپین میں مسلمانوں نے بڑی ترقی کی اگرچہ مسلمانوں کو وہ ملک چھوڑنا پڑا اوراس وقت ان پر بڑا ظلم ہوا لیکن اپنے زمانۂ حکومت میں انہوں نے درختوں پر بعض ایسے پیوند کئے جو حیرت انگیز تھے۔

انہوں نے بادام وغیرہ کے درختوں پر گلاب کا کامیاب پیوند کیا چنانچہ جس طرح آڑو اور بادام کے بڑے بڑے درخت ہوتے ہیں اسی طرح وہاں گلاب کے درخت تھے جن پر گلاب کے پھول لگتے تھے۔ غرض شجر کاری اور پھول اگانے اور ترکاریاں وغیرہ لگانے کے میدان میں مسلمانوں نے جو ترقی کی اس کو دیکھ کر اب بھی دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ یہ بھی ایک حیرت انگیز دنیوی حسنہ ہے جو اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔

غرناطہ میں الحمراء نامی ایک بہت ہی خوبصورت محل ہے جسے ایک مسلمان بادشاہ نے تعمیر کروایا تھا۔ بعد میں بعض دوسرے مسلمان بادشاہوں نے اس میں بعض حصے بڑھائے بھی تھے۔ یہ وہی محل ہے جس کی دیواروں پر لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَلۡحُکۡمُ لِلّٰہِ۔ اَلۡقُدۡرَۃُ لِلّٰہِ۔ اَلۡعِزَّۃُ لِلّٰہِ وغیرہ خدا تعالیٰ کی بلند شان کے کلمات بڑی خوبصورتی کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ یہ کیوں لکھے گئے تھے۔ یہ بھی ایک عظیم واقعہ ہے لیکن اس وقت وہ میرے مضمون سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ محل ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے جہاں پانی کا کوئی چشمہ نہیں تھا اور چونکہ درختوں اور پھولوں اور سبزے میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے جلوے نظر آتے ہیں اس لئے انہوں نے وہاں باغ لگانا تھا اس کے بغیر ان کے لئے محل بے معنی تھا اور کوئی چشمہ وہاں تھا نہیں تو انہوں نے پانی کا ایک حیرت انگیز انتظام کیا۔ اس پہاڑ سے چند میل پر ایک وادی ہے جس میں سے گزر کر دوسری طرف بہت اونچے پہاڑ ہیں جو ہر وقت برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ میں نے خود ان کو دیکھا ہے محل میں کھڑے ہوں تو وہ سامنے نظر آتے ہیں۔ جس وقت میں گیا ہوں گرمیوں کے دن تھے اور گرمیوں میں بھی برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔ برف کا نچلا حصہ جب پگھلتا ہے تو کچھ تو برفانی

نالوں کی شکل میں بہنے لگتا ہے اور کچھ زمین کے اندر جا کر زمین دوز نہریں بن جاتی ہیں جن کو ہم چشمے کہتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کے مسلمان انجینئروں نے برف پوش پہاڑوں سے کوئی چشمہ پکڑا اور اس پہاڑ کے اوپر لے آئے جہاں بادشاہ نے محل تعمیر کروانا تھا اور یہ انتظام اب تک قائم ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک اچھا خاصا راجباہ ہے جس میں پانی بہ رہا ہوتا ہے۔ اگر پانی میسر نہ آتا تو وہاں نہ کوئی درخت اُگ سکتا تھا نہ گھاس اگ سکتی تھی۔ نہ سبزیاں اُگ سکتی تھیں اور نہ پھول اُگ سکتے تھے اور انہوں نے یہ انتظام کیسے کیا آج کا سائنسدان بھی اسے دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے اور اسے یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی کہ مسلمانوں نے پہاڑ کی چوٹی پر پانی کس طرح پہنچا دیا۔ چنانچہ لوگ اس کو چھیڑتے نہیں کیونکہ ان کو خطرہ ہے کہ اگر انہوں نے اس کو چھیڑا تو یہ نہ ہو کہ پھر پانی آنا ہی بند ہو جائے۔ پس یہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کی دعا کی برکت ہے جو مسلمانوں کو سکھائی گئی اور یہ اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ مسلمان ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر معجزانہ طور پر پانی لے گئے جس میں خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک عجیب نظارہ ہے۔

پس اسلامی تعلیم کے اندر ہمارے لئے ہر شعبۂ زندگی میں بزرگی اور شرف کے سامان رکھے گئے ہیں۔ یہ کوئی چٹی نہیں ہے اور نہ اس میں ہمارے لئے کوئی حرج ہے بلکہ اس میں ہمارے لئے رحمت کے سامان ہیں۔ فارسی کا محاورہ ہے ’’کسبِ کمال کُن کہ عزیزِ جہاں شوی‘‘ کمال حاصل کرو گے تب تمہاری بزرگی قائم ہوگی۔ جہاں تک انسانی جسم کا تعلق ہے اس کو مضبوط کرنے اور مضبوط رکھنے کے لئے پُر حکمت اصولوں سے اسلامی تعلیم بھری پڑی ہے۔ ہر گناہ کسی نہ کسی طریقے پر ہمارے جسم کو بھی کمزور کر رہا ہے اور بہت سے گناہ تو ایسے بھی ہیں جن کا انسان کے جسمانی قویٰ پر بہت گہرا اور گندہ اثر پڑتا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا ہے کہ وہ اَلْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ یعنی جسمانی طور پر مضبوط اور اخلاقی لحاظ سے امین تھے۔ جسمانی طاقت کا اگرچہ روحانی بزرگی کے ساتھ براہِ راست تو کوئی تعلق نہیں ہے لیکن بالواسطہ تعلق ضرور ہے اس لئے اسلام نے جسمانی لحاظ سے بھی ہماری بزرگی اور شرف کے سامان پیدا کئے اور ہمیں ذلت و رسوائی سے بچانے کی تعلیم دی ہے۔

پس اسلامی تعلیم بڑی عظیم تعلیم ہے۔ اس کے اندر ہمارے لئے بزرگی اور شرف کے

سامان ہیں اس لئے قرآن کریم کو غور سے پڑھنا چاہیئے اور یہ عزم اور عہد کرنا چاہیئے کہ ہم ہر شعبۂ زندگی میں اس بزرگی کو حاصل کریں گے جو ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے مقدّر کی ہے اور جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اسلام جیسے کامل مذہب اور قرآن جیسی عظیم شریعت کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں دنیوی بزرگی اور شرف کو بھی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷؍مارچ ۱۹۷۸ء صفحہ ۲ تا ۴)